# من جهادي إلى إسلاموي

## جہادی سے اسلام پسند تک کا سفر

احمد الشرع صاحب اور اس کے ناقدین

_کول بنزل_



رجب 1446

ادارہ: شعور و آگاہی

مترجم: ولی اللہ

# من جهادي إلى إسلاموي

## [جہادی سے اسلام پسند تک کا سفر]

## احمد الشرع اور اس کے ناقدین


تحریر: کول بَنزِل

ترجمہ: ولی اللہ



ادارہ شعور و آگاہی

رجب ۱۴۴۶ھ

# عرض مترجم

بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله وبعد،

یہ تحریر کول بَنزِل صاحب کی ہے جس کا عربی ترجمہ مؤسسة النازیات نے اسی ماہ رجب ۱۴۴۶ھ میں نشر کیا۔ اس تحریر کا بنیادی موضوع شام کی جدید حکومت کے سربراہ احمد الشرع، جن کا جہادی نام ابو محمد الجولانی ہے، کی فکر اور رویے میں تبدیلی کا جائزہ لینا ہے۔ مصنف نے احمد الشرع کے سابقہ اور جدید انٹرویوز میں سے ان کے جملے نقل کیے ہیں جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ احمد الشرع کی فکر اور رویہ میں سابقہ شدت باقی نہیں رہی ہے، بلکہ اب وہ نرمی کی طرف مائل ہوگئے ہیں۔ اس حوالے سے مصنف نے جہادی حضرات کی احمد الشرع پر تنقید بھی ذکر کی ہے۔ آخری نتیجہ یہ نکالا ہے کہ احمد الشرع کے حالیہ اقدامات سے یہ تو ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ سیکولر ہوگئے ہیں، البتہ اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اب جہادی فکر ونظر اور ٹھیٹھ اسلامی حکومت کے قیام کی بجائے اردوگان کی طرز پر اسلامی حکومت کے قیام کے لیے کوشاں ایک اسلام پسند رہنما کا روپ دھار لیا ہے۔

مترجم نے بے کم وکاست مصنف کی تحریر کا اردو ترجمہ کر دیا ہے، تاکہ قارئین کے سامنے وہ باتیں آجائیں جو مصنف نے بیان کی ہیں۔ اور اس تحریر کو ترجمہ کے لیے اس وجہ سے منتخب کیا ہے کہ اس میں احمد الشرع کی اپنی باتوں کا حقیقی حوالہ موجود ہے۔ مترجم اس پر صرف اس قدر اضافہ چاہتا ہے کہ طویل جہادی محنت کے بعد ثمرہ اگر اس نظام کی شکل میں حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو اسلام اور مغرب کے درمیان مفاہمت اور مصالحت پر مبنی ہو، تو یہ اتنی طویل جہادی محنت اور بے شمار جانوں کی قربانیوں کا درست ثمرہ نہیں کہلا سکتا۔ اس طرح کا نظام تو جمہوری طرز کی اسلامی خدمت کے ذریعے بھی حاصل ہوسکتا تھا۔ جب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد جہاد واستشہاد کے راستے میں طویل سال لگا دے اور بالآخر فتحیاب ہو تو چاہیے کہ اس کے نتیجے میں وہ نظامِ حکومت قائم ہو جو خالص اسلامی بنیادوں پر کھڑا ہو، جس کی سیاست داخلہ شریعت کی بالادستی ہو، اور جس کی سیاست خارجہ کفری طاقتوں کے ساتھ برابری کا تعامل اور ہر ظلم کے مقابلے میں حق کی بازیابی ہو۔ کتنے تجارب ایسے ہوئے کہ طویل محنتوں کے بعد آخر میں لوگ راستہ بدل گئے، اور حقیقی منزل پر پہنچنے سے پہلے ادھوری منزل پر قناعت کر بیٹھے۔

اللہ تعالیٰ اس امت مظلومہ کو غلبہ وبالادستی کی وہ صبح دکھائیں جس سے اہل ایمان کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوں اور اللہ تعالی بھی جہاں راضی ہوں، جہاں امت بطور امت فتحیاب ہو، اور اسلام بطور دین غالب ہو، جہاں مظلوموں کی داد رسی ہو اور ظالموں سے بدلہ لیا جائے، جہاں کفری طاقتوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا سر بلند ہو، جہاں صرف ایک ٹکڑائے زمین کی آزادی نہ ہو مشرق ومغرب کے اہل ایمان کی ڈھارس ہو، آمین یا رب العالمین۔

رجب ۱۴۴۶ھ

# اصل متن

شام کے باغیوں (بشار کی مخالف تنظیموں) نے، جن کی قیادت "ہیئة تحریر الشام" کر رہی تھی، 8 دسمبر 2024 کو دمشق پر دس دن تک جاری حملے کے بعد اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اس حملے نے دہائیوں سے جاری اسد حکومت کا ایک غیر متوقع اور فوری خاتمہ کر دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ آگے کیا ہوگا؟ (آنے والوں دنوں میں کیا تغیرات رونما ہوں گے؟)۔

ماضی میں "ہیئة تحریر الشام" کے رہنما ابو محمد الجولانی نے "القاعدہ" کی تعریف کی تھی، جس کا وہ کبھی حصہ رہ چکے تھے۔ انہوں نے بارہا اس بات پر زور دیا کہ ان کا مقصد شریعت کا نفاذ ہے۔ انہوں نے 2015 کے ایک عام انٹرویو میں کہا:

"چاہے ہم 'القاعدہ' کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں، ہم اپنے اصولوں اور بنیادی عقائد سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ ہم ہمیشہ یہی کہیں گے کہ ہم شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں اور ہم اس کے لیے کوشش کریں گے"۔[1]

اس سے دو سال قبل، جب ان سے اسد حکومت کے خاتمے کے بعد شام کے نظامِ حکومت کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا:

"جب ہم شام کی آزادی کے مرحلے تک پہنچیں گے، جب دمشق گر جائے گا، تو اس وقت شرعی کمیٹیاں جمع ہوں گی۔ وہ لوگ جو اہلِ حَل و عقد ہوں گے، علماء کرام، مفکرین، اور وہ افراد جنہوں نے قربانیاں دی ہیں یا جنگ میں حصہ لیا ہے، سب مل بیٹھیں گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ اس علاقے سے باہر کے ہوں۔ شام کے علمائے کرام جمع ہوں گے، اور پھر شورائی مجلس کے ذریعے ایک مناسب حکومتی منصوبہ بنایا جائے گا، اور اہل حل وعقد کی مجالس منعقد کی جائیں گی۔ پھر ملک شام کی حکومت سازی کے لیے مناسب منصوبہ بندی ہو گی، یہ یقیناً شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ہوگی، جہاں اللہ کا قانون نافذ ہوگا، شورائی نظام رائج ہوگا، اور انصاف عام ہوگا"۔[2]

جولانی صاحب کا نظریہ ایک واضح دینی تصور تھا، جو اسلامی اقدار اور اصولوں سے متاثر تھا، جیسا کہ "اہل حل و عقد" کا تصور۔ اس سے مراد وہ "شرعی اور سیاسی اشرافیہ" ہے جو خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں اور اسے امورِ حکومت سونپتے ہیں، ساتھ ہی شریعت کے نفاذ پر زور دیتے ہیں۔

درحقیقت، شریعت کا نفاذ ان کے لیے سب سے اہم معاملہ تھا۔ اسی انٹرویو میں انہوں نے کہا:

"ہم اس ملک پر حکومت کرنے کی کوشش نہیں کر رہے، بلکہ ہماری کوشش ہے کہ اس ملک میں شریعت کا نفاذ ہو۔ چاہے ہم حکمران ہوں یا نہ ہوں، یہ بات ہمارے لیے اہم نہیں ہے۔ ہمارے لیے جو بات اہم ہے وہ یہ ہے کہ شریعت نافذ ہو، انصاف قائم ہو، اور لوگوں پر سے ظلم کا خاتمہ ہو۔"

انہوں نے مزید کہا:

"ہمارا مقصد ایک اسلامی ریاست کا قیام ہے جو خلافتِ راشدہ کے طریقے پر ہو، مسلم خطوں کی بازیابی کے لیے کوشاں ہو، اللہ تعالی کا قانون نافذ کرے، لوگوں کے درمیان انصاف کرے، اور ظلم کا خاتمہ کرے۔ یہی ہماری کوشش ہے۔"

---

1 "اورینٹ" چینل کے ساتھ انٹرویو، 20/02/2022 ۔ اس کے بعد جس قدر حوالہ جات اور تبصرے آئیں گے وہ ادارہ "نازعات" کی طرف سے ہیں، ما سوائے انگریزی مراجع کے۔

2 "شبكة الجزيرة"، انٹرویو، 09/02/2023 اور 03/06/2022۔

کئی سال بعد، ایک اور انٹرویو میں انہوں نے اپنا یہی مؤقف دہرایا:

"ہم اس ملک کی حکومت کے لیے کوشش نہیں کر رہے، بلکہ ہم اس ملک میں شریعت کے نفاذ کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔"[3]

جہاں تک مستقبل کی حکومت میں ان کے ذاتی کردار کا تعلق ہے، انہوں نے کسی بھی سیاسی عزائم کی سختی سے تردید کرتے ہوئے کہا کہ ’’جیسے ہی "اسلامی حکومت" کی تشکیل ہوگی، ہم اس راشدہ (اسلامی حکومت) میں پہلے سپاہی ہوں گے۔ نہ ہم حکومت کے خواہاں ہیں، نہ کسی عہدے کے۔‘‘[4]

تاہم دمشق کے سقوط کے بعد، اور اس وقت جب جولانی صاحب نے اپنے حقیقی نام احمد شرع کو ظاہر کیا، وہ شام کی عبوری حکومت کے "کمانڈر ان چیف" کے منصب پر فائز ہوگئے۔ اب یہ شخص جو ہمیشہ سخت گیر لہجہ اپناتا تھا، ایک نرم اور مصالحانہ لب و لہجہ اختیار کر چکا ہے۔

انہوں نے اپنی فوجی وردی ترک کر کے سوٹ اور ٹائی پہن لی، اور جب ان سے مستقبل میں شام کی صدارت کے لیے اپنی امیدواری کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا:

"اگر شامی عوام نے مجھ سے صدارت کے لیے امیدواری کا مطالبہ نہ کیا تو میں پر سکون ہوں گا۔"

تاہم اب ان کی زبان بالکل بدل چکی تھی۔ شریعت کے نفاذ پر زور دینے کے بجائے، وہ اب رواداری، اقلیتوں کے حقوق، اور ایک جامع اور نمائندہ حکومت بنانے کی بات کر رہے ہیں، جس کے رہنما عوام خود منتخب کریں گے۔

ان کے ان بیانات نے جہادی حلقوں میں ان کے ناقدین کے خیالات کو مزید تقویت دی، جو پہلے ہی یقین رکھتے تھے کہ جولانی صاحب نے اپنے "جہادی" اصولوں کو ترک کر دیا ہے۔ ان ناقدین کے مطابق، جولانی صاحب اب ایک "روایتی اسلامی رہنما" بن گئے ہیں، جو ایسا نظامِ حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں جو ترکی میں اردگان کی حکومت سے مشابہ ہو۔

جہاں پہلے ان پر "القاعدہ" اور جہادی منہج کو ترک کرنے کا الزام تھا، انہی افراد کی جانب سے اب وہ دوبارہ تنقید کی زد میں ہیں، مگر اس بار جمہوریت کی طرف جھکاؤ اور شریعت کے نفاذ میں ہچکچاہٹ کی وجہ سے۔

اسلامی حکومت یا دستوری جمہوریت؟

جہادی نظریے کی (ایک) بنیاد یہ ہے کہ مغربی جمہوریت کو شرک کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریے کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں حاکمیت اللہ اور اس کی شریعت کی ہوتی ہے، جبکہ جمہوریت میں حاکمیت عوام اور ان کے بنائے ہوئے (انسانی وضعی) قوانین کی ہوتی ہے۔ یہی وہ نظریہ تھا جس سے "ہیئۃ تحریر الشام" نے بھی اپنی بنیاد سے کبھی انحراف نہیں کیا، یہاں تک کہ "القاعدہ" سے علیحدگی کے بعد بھی (یہی روش رہی تھی)۔

جیسا کہ عبد الرحیم عطون، جو "ہیئۃ" کے شرعی امور کے سربراہ تھے، نے 2019 کے آغاز میں لکھا:

"عقیدے کے لحاظ سے جمہوریت اسلام کی ضد ہے، کیونکہ اسلام حاکمیت کو اللہ کے لیے مخصوص کرتا ہے، جبکہ جمہوریت حاکمیت کو اللہ سے ہٹا کر دوسروں کے لیے مختص کرتی ہے، (یہ دوسرا جو بھی ہو)، ایک بہت بڑی گمراہی ہے۔"

اسی سال "ہیئۃ تحریر الشام" کے اصولوں کی دستاویز میں اس بات پر زور دیا گیا کہ:

"جہاد اور انقلاب کا مقصد شریعت کی حاکمیت ہے، اور سیکولرزم اور جمہوریت کو مسترد کرنا لازمی ہے۔"

---

3 الجزیرہ چینل کا پروگرام ”بلا حدود“ 3/6/2015

4 حوالہ سابق

تاہم، اب ایسا لگتا ہے کہ جولانی صاحب (جو اب "أحمد الشرع" کے نام سے معروف ہیں) نے ایک نیا رجحان اختیار کیا ہے، جو نمائندہ حکومت کی جانب جھکاؤ ظاہر کرتا ہے۔ 19 دسمبر 2024 کو "بی بی سی" کے ساتھ ایک انٹرویو میں انہوں نے انتخابات کے لیے "انفراسٹرکچر کی تعمیر" کی ضرورت پر بات کی۔ انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی کہ شامی عوام کا نصف حصہ ملک سے باہر ہے، اور ان میں سے کئی افراد کے پاس قانونی دستاویزات بھی موجود نہیں ہیں۔

جب انٹرویو لینے والے نے ان سے پوچھا:

"انتخابات کی بات کرتے ہوئے، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ شام کو ایک جمہوری ریاست بنانا چاہتے ہیں؟"

(یہ سوال ان کے نئے نظریے کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید وہ جمہوریت کے کچھ پہلوؤں کو قبول کرتا ہے)۔

جولانی صاحب (أحمد الشرع) نے جواب دیا:

"لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کا انتخاب کریں۔ لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنے نمائندے عوامی اسمبلی اور پارلیمنٹ میں منتخب کریں۔"

یہ قابلِ ذکر ہے کہ "عوامی اسمبلی" شام کی موجودہ پارلیمان کا نام ہے، جسے پہلے "پارلیمنٹ" کہا جاتا تھا۔ جولانی صاحب کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستقبل کی شامی حکومت ایک ایسی حکومت ہوگی جس میں ایک قانون ساز مجلس ہوگی جس کے ارکان کو عوام منتخب کریں گے۔ ایک ایگزیکٹو باڈی (مجلسِ صدارت) ہوگی، جسے بھی عوام منتخب کریں گے۔ مستقبل کی حکومت کے لیے ایک نیا آئین بھی تیار کیا جائے گا، اور جولانی صاحب نے کہا کہ آئین کی تشکیل کا کام ایک "قانونی کمیٹی" کے ذریعے انجام دیا جا رہا ہے، جس میں ماہرین اور قانونی ماہرین شامل ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جولانی صاحب نے اپنے بیان میں شریعت کا ذکر کرنے سے احتیاط برتی، اور اس کے بجائے ایک کم اسلامی اصطلاح "قانون" استعمال کی، جس کا مطلب اکثر وضعی یا انتظامی قوانین ہوتا ہے۔

جہاں پہلے ان کا مقصد شام میں شریعت کا نفاذ تھا، وہ اب کہتے ہیں:

"قانون اس ملک پر حکومت کرے گا، قانون سب کی حفاظت کرے گا اور سب کے حقوق کو محفوظ رکھے گا۔"

انہوں نے مزید کہا:

"آخر کار، جو قوانین اور آئین شامی عوام منظور کریں گے، ہماری ذمہ داری ہوگی کہ ہم ان کو نافذ کریں، ان کی حفاظت کریں اور ان کا احترام کریں۔"[5]

یہ بات واضح ہے کہ جولانی صاحب کے موجودہ بیانات ان کے ماضی کے اقوال سے بالکل متضاد ہیں، اور یہی تضاد ان کے جہادی ناقدین کے ردعمل کو جنم دیتا ہے۔ ان ناقدین میں سب سے نمایاں ابو محمد المقدسی صاحب ہیں، جو ایک اردنی عالم ہیں اور جن کی تحریروں نے جہادی نظریات کی تشکیل پر گہرا اثر ڈالا ہے۔

ابو محمد المقدسی صاحب، جو "القاعدہ" اور "طالبان" کے حامی رہے ہیں لیکن "داعش" کی سخت مذمت کرتے ہیں، "ہیئة تحریر الشام" کے بارے میں بھی شدید ناقدانہ مؤقف رکھتے ہیں۔

[5] بی بی سی کے ساتھ انٹرویو بتاریخ 19/12/2024

20 دسمبر2024 کو ابو محمد المقدسی صاحب نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم "ایکس" پر جولانی صاحب کی ویڈیو کا ایک حصہ شیئر کیا، جس میں جولانی صاحب سے یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ آیا وہ شام کو جمہوری ریاست بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابو محمد المقدسی صاحب نے اس ویڈیو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"کیا یہ جمہوریت کے واضح اصول نہیں ہیں کہ حاکمیت عوام کی ہو اور وہ اکثریت کی بنیاد پر اپنے حکمران منتخب کریں، اگر چہ وہ بے دین کیوں نہ ہو؟ کیا ان کے پاس شرعاً یہ حق ہے کہ وہ اپنے اوپر وضعی قوانین نافذ کریں؟ یا پھر یہ سب کچھ جولانی صاحب کی جمہوریت کے تحت ہو رہا ہے!" اس کے بعد المقدسی صاحب نے ایک اور ٹویٹ میں جولانی صاحب پر انتقامی اور موقع پرستی کے الزامات عائد کیے۔ انہوں نے لکھا:

"جولانی صاحب نے داعش کے خلاف لڑنے کے لیے القاعدہ کی بیعت کی، پھر القاعدہ سے غداری کی اور ان کے خلاف ہو گئے۔ انہوں نے جہادیوں کو خودکش حملوں میں استعمال کیا اور انہیں یقین دلایا کہ ان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ لیکن جب جولانی صاحب صدارتی محل تک پہنچے تو انہوں نے اعلان کیا: قانون ہی حاکم ہوگا، اور جمہوریت ہی راستہ ہے۔"[6]

یہ سب اس دعوے کے برعکس تھا کہ شریعت نافذ کی جائے گی۔

**منافق معاشرہ نہ بنانا:**

جہادی جماعتیں جب بھی حالیہ برسوں میں اقتدار میں آئی ہیں، انہوں نے شریعت کے نفاذ کو لازمی ثابت کرنے کے لیے حدود قائم کرنے کے عملی مظاہرے کیے ہیں، جیسے چوروں کے ہاتھ اعلانیہ کاٹنا۔

تاہم "ہیئة تحریر الشام" نے جب ادلب پر قبضہ کیا تو انہوں نے ایسی سخت گیر کارروائیاں نہیں کیں، جیسا کہ داعش نے اپنے زیرِ قبضہ علاقوں میں کیا تھا۔ جہاں تک ادلب میں "ہیئة تحریر الشام" کی طرف سے شرعی قوانین کے نفاذ کے اقدامات تھے، تو انہوں نے شراب کی خرید و فروخت پر پابندی لگائی، خواتین کے لیے مخصوص لباس کو لازمی قرار دیا، عوامی مقامات پر سگریٹ نوشی اور مرد و خواتین کے اختلاط کو روکا۔

جبکہ حالیہ رپورٹس کے مطابق یہ اقدامات وقت کے ساتھ نرم ہو گئے ہیں۔ "نیویارک ٹائمز" کی رپورٹ میں ہے:

"ادلب میں شراب کی فروخت اور خریداری ممنوع تھی، لیکن مقامی افراد کا کہنا ہے کہ جماعت نے شراب پینے والوں کے خلاف کارروائی نہیں کی، اور ساتھ میں لوگوں کو کھلے عام سگریٹ نوشی کی اجازت دی گئی۔"

"سی این این" کے تجزیے میں ہے:

’’تجزیہ کار جیروم ڈریون کے مطابق جولانی صاحب نے شریعت کے نفاذ میں سختی سے گریز کرتے ہوئے، "ہیئة تحریر الشام" کی طرف سے جنسی اختلاط اور سگریٹ نوشی جیسے معاملات پر نرمی برتی اور ان کے خلاف مظاہروں کی اجازت بھی دی۔ شرعی اخلاقیات کے شعبے کو کمزور کر دیا گیا، لیکن خواتین کو اپنے بال ڈھانپنے کی ترغیب دی گئی۔‘‘

(یہ تبدیلیاں ظاہر کرتی ہیں کہ "ہیئة تحریر الشام" نے وقت کے ساتھ اپنی حکمتِ عملی اور سخت گیر پالیسیاں تبدیل کیں، جس سے ان کے اقدامات میں لچک کا عنصر نظر آتا ہے)۔

جوانی صاحب نے اپنے طریقہ کار کو زیادہ تسامح پر مبنی نظر قرار دیا۔ اپریل 2024 میں ایک عوامی خطاب میں جولانی صاحب نے اس نرم رویے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک ایسا "منافق معاشرہ" نہیں بنانا چاہتے جو صرف حکومت کے خوف سے شرعی ضابطے اپنائے۔

6 شیخ ابو محمد المقدسی کا ٹویٹر اکاؤنٹ بنام مراقب @muraqebe

انہوں نے کہا:

"حکومت کا حق نہیں ہے کہ لوگوں پر شرعی احکام ـــ جن میں اختلاف کی گنجائش موجود ہیں ـــ زبردستی نافذ کریں۔ ہم معاشرے کو ایسا منافق معاشرہ نہیں بنانا چاہتے، جو صرف دیکھنے والوں کی موجودگی میں نماز پڑھے اور غیر موجودگی میں نہ پڑھے۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حوالے سے جولانی صاحب نے کہا کہ ’’حکومت کی حکمتِ عملی "دعوت کو سزا پر ترجیح دینا" ہے۔ اور اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ، حکومت ممانعت کا اختیار نہیں رکھتی ہے‘‘۔

اس بارے میں انہوں نے یہ وضاحت کی کہ شرعی پابندیوں کو نافذ کرنے کے لیے لازمی ہے کہ یہ احکام "قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ" ہوں، یعنی قرآن و سنت سے واضح ہو اور غیر مبہم طور پر ثابت ہوں۔

اوائل کے کچھ بیانات کے مطابق خواتین کو بال ڈھانپنے کی ہدایت دی گئی، لیکن اس نرمی پر مبنی رویہ اب بھی شامی معاشرے میں نظر آتا ہے۔

15دسمبر 2024 کو "ہیئۃ تحریر الشام" کے سابق شرعی رہنما عبداللہ المحیسنی، جو جولانی صاحب کے قریب سمجھے جاتے ہیں، نے ایک ٹویٹ میں اس نرم حکمتِ عملی کا دفاع کیا۔

اپریل 2024 کی تقریر میں جولانی صاحب نے کہا:

"نئے آزاد شدہ علاقوں میں لوگوں کی زندگیوں میں موجود برائیوں اور چیلنجوں کے بارے میں کئی سوالات اٹھائے گئے، جیسے کہ مجاہدین ان حالات سے کیسے نمٹیں گے۔ میرا جواب یہ ہے کہ نئی شامی ریاست میں لوگ کئی معاملات پر زیادہ باشعور ہو چکے ہیں، بشمول برائیوں سے نمٹنے کے مسئلے میں۔ ہمارے بھائی دعوت کو ترجیح دیتے ہیں، لوگوں کو متنفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، اور محبت کا وہ جذبہ برقرار رکھتے ہیں جو ہمیں اللہ کے فضل سے حاصل ہوا ہے، تاکہ ہم ایسی منافق نسل نہ پیدا کریں جو صرف ہمارے خوف سے برائی سے بچے۔ دین کو بگاڑے بغیر (تمییع للدین)، اور منکر کو ظاہر کرکے نرمی اور حکمت سے نصیحت کی جائے۔"

ابو محمد المقدسی صاحب نے جولانی صاحب کی اس پالیسی پر سخت تنقید کرتے ہوئے فوری طور پر ایک مضمون لکھا، جس کا عنوان تھا:

"دین کو بگاڑنے والے ہر لفظ کا رد جو شریعت کے نفاذ اور شرعی احکام کو معطل کرنے کا جواز فراہم کریں"

مقدسی صاحب کا دعویٰ تھا کہ جولانی صاحب اور دیگر قائدین کے یہ پرانے اور جدید بیانات، جیسا کہ "ہم کسی پر حجاب، نماز یا دیگر شعائر کو زبردستی نافذ نہیں کریں گے، تاکہ ایک منافق نسل نہ پیدا ہو جو صرف ہمارے خوف سے برائی چھوڑ دے"یہ الفاظ دین کو بگاڑنے کا سبب بن رہے ہیں۔

مقدسی صاحب نے کہا کہ ایسے بیانات اسلامی حکمرانوں کے اس بنیادی فریضے کے خلاف ہیں جو اللہ نے ان پر عائد کیا ہے، یعنی شریعت کا قیام اور اس کے احکامات کا نفاذ۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایسے خیالات کی اسلام میں کوئی بنیاد نہیں ہے اور یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلامی تاریخ کی روایات کے خلاف ہیں۔

ابو محمد المقدسی صاحب نے اپنے دلائل کی حمایت میں ان مشہور اقوال کا حوالہ دیا جو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف منسوب ہیں۔ جیسا کہ:

"اللہ سلطنت کے ذریعے وہ کام روک دیتا ہے جو قرآن کے ذریعے نہیں روکے جاتے"۔

یعنی ابو محمد المقدسی صاحب اور باقی علماء کرام کے ہاں اللہ کے خوف سے زیادہ، لوگ حکمران کے خوف سے برائیوں سے باز رہتے ہیں۔

اس بنیاد پر حکمران کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ لوگوں کو شریعت کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کریں، حتیٰ کہ نماز جیسی عبادات کو بھی نافذ کریں۔

مقدسی صاحب نے ایک حدیث کا بطور دلیل حوالہ دیا:

"اللہ کو وہ قوم پسند ہے جو زنجیروں میں جکڑ کر جنت میں داخل کی جائے"۔

مقدسی صاحب کے مطابق ابتدائی مسلم حکمران یہ سمجھتے تھے کہ صرف شریعت کے قیام سے بات مکمل نہیں ہوتی، بلکہ رعایا پر اس کی پابندی لازم کرائی جائے۔

ابو محمد المقدسی صاحب نے "ہیئۃ تحریر الشام" کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور انہیں "خوارِین" قرار دیا۔

ان کے مطابق "یہ لوگ نہ صرف شریعت کے نفاذ سے گریز کرتے ہیں، بلکہ ظاہری شرعی احکامات کو عوام پر نافذ کرنے سے بھی بچتے ہیں، تاکہ مغربی کافروں کو خوش کیا جا سکے، جن کا خوف انہیں اللہ کے خوف سے زیادہ ہے۔"

## شام کے شراب خانے:

دمشق میں 14 دسمبر 2024 کو ابو محمد المقدسی صاحب کی تنقیدی ٹویٹ سے ایک دن پہلے، فرانس پریس نے ایک رپورٹ شائع کی، جس میں انہوں نے مخالف گروہوں کے زیرِ انتظام دمشق کے علاقوں میں تبدیلیوں پر روشنی ڈالی۔

دمشق میں شراب خانوں کی دوبارہ کھلنے کے حوالے سے خبر آئی ہے۔ بتایا گیا کہ دارالحکومت میں شراب خانے اور شراب کی دکانیں اس وقت بند رہیں جب شریعت نافذ کرنے والے دستے شہر میں داخل ہوئے۔ یہ بندش چار دن تک جاری رہی، جس کی وجہ مالکان کے درمیان خوف اور پابندیوں کا اندیشہ تھا۔ تاہم جیسے ہی نئے حکام نے مالکان کو اپنے کاروبار دوبارہ شروع کرنے کی اجازت دی، دکانوں اور شراب خانوں نے اپنی سرگرمیاں بحال کر لیں۔

"ہیئۃ تحریر الشام" کے ایک اعلیٰ عہدے دار کے حوالے سے کہا گیا کہ "شراب پر پابندی کی بات درست نہیں ہے۔" جب ان سے اس معاملے پر مزید تبصرہ کرنے کو کہا گیا تو وہ ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے بولے کہ حکومت کے سامنے "زیادہ اہم مسائل ہیں جن سے نمٹنا ہے۔" اس خبر کو عربی صحافت میں بھی خاصی توجہ ملی۔

19 دسمبر 2024 کو "بی بی سی" کے ساتھ ایک انٹرویو میں احمد الشرع سے پوچھا گیا کہ کیا ان کی نئی انتظامیہ شراب پر پابندی عائد کرے گی، جو کہ شریعت کے قوانین میں ایک واضح ممنوعہ چیز ہے۔ انہوں نے مبہم انداز میں جواب دیا: "یہ کئی قانونی مسائل ہیں جن پر بات کرنا ابھی مناسب نہیں۔" انہوں نے یہ بھی وضاحت کی کہ ایک ماہرین کی کمیٹی نئے آئین کی تشکیل کے لیے مقرر کی گئی ہے اور "یہ فیصلہ وہی کریں گے۔"

16 دسمبر 2024 کو ایک اور انٹرویو میں جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ شراب اور خنزیر پر پابندی عائد کریں گے، تو انہوں نے جواب دیا: "ہم ذاتی آزادیوں میں گہرائی تک مداخلت نہیں کریں گے۔"

ابو محمد المقدسی صاحب نے ان بیانات پر رد عمل دیتے ہوئے ایک سلسلہ وار ٹویٹس میں افسوس کا اظہار کیا کہ "اقتدار میں آنے کے بعد جولانی صاحب کی زبان شراب کے معاملے پر خاموش ہو گئی" اور ان پر ان مجاہدین سے کیے گئے وعدے توڑنے کا الزام لگایا جنہوں نے انہیں اس مقام تک پہنچایا۔

اسی طرح طارق عبدالحلیم صاحب، جو ابو محمد المقدسی صاحب کے قریبی ساتھی اور کینیڈا میں مقیم ایک مصری جہادی ہیں، نے اپنی ٹیلیگرام چینل پر دمشق میں شراب خانوں کے دوبارہ کھلنے کے بارے میں لکھا:

"شام میں کیا ہو رہا ہے؟ منصوبہ کیا ہے؟ راستہ کیا ہے؟ اصول اور ترجیحات کیا ہیں؟ صاحب داڑھی وزیر داخلہ کہاں ہیں؟ کیا یہ ایک سیکولر کافر ریاست ہے یا ایک اسلامی شرعی ریاست؟ آخر ایک نظریے کو نافذ

کرنے میں کیا مشکل ہے؟ جبکہ اس میں درمیانی راستہ بھی نہیں نکل سکتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کوئی بھی سمت واضح نہیں!"[7]

طارق عبدالحلیم صاحب کے مطابق شراب پر پابندی نہ لگانا شریعت اسلامی کے اصولوں کے خلاف ہے، کیونکہ شراب نوشی کی سزا اسلامی شریعت کے تحت واضح طور پر متعین ہے۔ انہوں نے خلیفہ عمر بن خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس جرم کی سزا 80 کوڑے ہیں۔[8]

فیلسیٹاس اوپویس (Felicitas Opwis) نے اپنی تحقیق میں ذکر کیا ہے کہ یہ سزا ان تعزیری قوانین کا حصہ سمجھی جاتی ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں۔[9]

قرآن میں مخصوص جرائم جیسے چوری، زنا، قذف، اور راہزنی (حرابہ) پر حدود مقرر کی گئی ہیں۔

اس حوالے سے ہانی السباعی صاحب جو جہادی نظریات کے حامل مصری عالم ہیں اور ابو محمد المقدسی صاحب کے قریبی سمجھے جاتے ہیں، تا حال لندن میں مقیم ہیں، انہوں نے 20 دسمبر 2024 کو اپنی ٹیلیگرام چینل پر لکھا:

"شراب ہمارے دین میں حرام ہے، اور اس کی سزا واضح ہے... کیا مغرب کا خوف اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ہم اس معاملے پر فیصلہ کرنے کے لیے قانونی ماہرین کی کمیٹی بنائیں گے؟"

## من جهادي إلى إسلاموي:

جہاں تک ابو محمد المقدسی صاحب اور ان کے حامیوں کا تعلق ہے، ان کے نزدیک احمد الشرع کی عبوری حکومت اسلامی اصولوں سے مکمل انحراف کی عکاسی کرتی ہے، جسے وہ خیانت قرار دیتے ہیں۔ مقدسی صاحب اور ان کے حامیوں کے نزدیک احمد الشرع کی طرف سے جمہوریت کے ظاہر کو قبول کرنا اور شریعت کے نفاذ سے انکار ایک طویل عمل کا نتیجہ ہے، جس میں اصولوں سے انحراف اور دھوکہ دہی شامل ہے۔

ہانی السباعی کی ایک تقریر، جو 12 دسمبر 2022 کو ہوئی اور ان کے ٹیلیگرام چینل "نهر الدعوة" پر شائع ہوئی، میں اس موضوع پر مزید تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔

احمد الشرع کے القاعدہ سے تعلق توڑنے کے فیصلے، ترکی جیسے ملک کے ساتھ تعاون، اور القاعدہ کے حامیوں پر مظالم کے حوالے سے ابو محمد المقدسی صاحب کی رائے بالکل واضح ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مقدسی صاحب کی رائے بالکل درست ہو۔ اسی دوران ہم دیکھتے ہیں _ جیسا کہ اور جگہوں میں لکھا پایا گیا ہے _ کہ احمد الشرع نے اپنے جہادی تعلقات کو محض اقتدار تک پہنچنے کے لیے استعمال کیا اور رفتہ رفتہ جہادی نظریے سے دور ہو گئے۔ تاہم، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اب بھی ایک اسلام پسند رہنما کے طور پر شام میں اسلامی ریاست کے قیام کے لیے پرعزم ہوں، چاہے اُن کا طریقہ ایسا ہو جو شام کی اقلیتوں اور سیکولر رجحانات رکھنے والے شامیوں کے لیے قابلِ قبول ہو، یا بین الاقوامی برادری کے لیے۔

یہ زیادہ ممکن ہے کہ احمد الشرع شام میں ریاست اور معاشرے کو اسلامی بنانے کے لیے ایک تدریجی اور جمہوری راستہ اپنائیں، جو جہادی نظریات رکھنے والوں کے لیے ناقابلِ قبول ہے، لیکن پھر بھی اسلامی اصولوں پر مبنی

---

[7] ڈاکٹر طارق عبد الحلیم کا ٹیلی گرام چینل بنام Hidayat alsari

[8] انہوں نے صحیح مسلم کی ایک روایت کا حوالہ دیا جس میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی پر جریدوں اور جوتوں سے کوڑے لگائے، ابوبکر صدیق نے بھی چار بار کوڑے لگائے، اور جب عمر فاروق کے دور میں دیہات سے لوگ زیادہ آنے لگے تو انہوں نے کہا: "شراب نوشی کی سزا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: "میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سزا وہی ہونی چاہیے جو کم سے کم حد میں آتی ہے۔" تب عمر فاروق نے 80 کوڑے مقرر کیے۔

[9] فیلسیٹاس اوپویس نے اپنی تحقیق میں اس تبدیلی کا ذکر کیا ہے، جس کا عنوان ہے: شراب نوشی کی سزا کو حکمران سے علماء کرام کی طرف منتقل کرنے کا حوالہ دیا گیا، خاص طور پر سلجوق دور کے دوران۔

ہوگا۔ مثال کے طور پر، شراب کے معاملے پر ان کے بیانات آج تو اعتدال پسند معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ انہوں نے معاملہ قانونی ماہرین کی کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے، لیکن اگر مستقبل میں شراب کی فروخت اور استعمال پر مکمل پابندی عائد کی گئی، تو یہ فیصلہ ایک سخت اسلامی رخ اختیار کر سکتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ احمد الشرع اس بات پر انحصار کر رہے ہوں کہ مستقبل میں منتخب شامی پارلیمان ایسی قانون سازی کے اقدامات کرے گی، جن میں شرعی اصولوں سے متاثر دیگر اقدامات کے ساتھ شراب پر پابندی شامل ہو۔

جمہوریت اور نئے آئین کے حوالے سے یہ بات اب واضح ہو گئی ہے کہ احمد الشرع ایک طویل مدتی منصوبے پر کام کر رہے ہیں، جو ان کے پچھلے بیانات سے مختلف نظر آتا ہے۔ سعودی چینل "العربیہ" کے ساتھ 29 دسمبر 2024 کو کیے گئے ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ نئے آئین کی تشکیل میں "کافی وقت لگے گا" اور یہ عمل "دو یا تین سال" لے سکتا ہے۔ انتخابات کے حوالے سے انہوں نے مزید کہا کہ "تیاری کے لیے کافی وقت درکار ہوگا" اور یہ چار سال تک کا عرصہ لے سکتا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا واقعی انتخابات کی تیاری میں چار سال لگیں گے، تو انہوں نے جواب دیا: "ممکن ہے"، اور اس میں شامل مشکلات کی طرف اشارہ کیا۔

آخر کار احمد الشرع کا مجوزہ جمہوری نظام ترکی کے نظام سے زیادہ مشابہت رکھ سکتا ہے بہ نسبت فرانس کے۔ اس میں احمد الشرع، ترک صدر رجب طیب اردگان کی طرح، ایک طویل مدت تک اقتدار میں رہنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے، جیسا کہ اردگان نے2017 میں آئینی ترامیم کے ذریعے اپنی حکمرانی کو مضبوط کیا۔

یہ وہ چیز ہے جو ابو محمد مقدسی صاحب جیسے جہادیوں کے لیے ناقابل قبول ہوگی، لیکن یہ "اسلامی نظام" کے وسیع تر تصور کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ یہ اس سیاسی حکمت عملی کو ظاہر کرتا ہے جس کا مقصد ایک اسلامی نظام کو واضح خصوصیات کے ساتھ قائم کرنا ہے۔ اگر حالات میں کوئی بڑی تبدیلی نہ آئی تو ایسا لگتا ہے کہ احمد الشرع کی قیادت میں شام کا مستقبل اسی جانب گامزن ہوگا۔ و اللہ اعلم۔